متعلق حد سے زیادہ احساسِ برتری خود پسندی اور خود سری اور دوسروں کے متعلق مکمل بے اعتمادی اور بدگمانی پر قایم ہوتی ہے اس بنا پر اس فسطائی جماعت کے ممبر آپس میں ایک دوسرے پر اعتماد نہیں کرتے اور نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ موقع پاکر ارکان جماعت کا ایک گروہ خود اس فسطائیت کو ختم کر دیتا ہے یہی وجہ تھی کہ مسولینی خود اپنی فوج کی گولیوں کا نشانہ بنا۔ اور ہٹلر کو خود اس کے دست و بازو دوستوں نے ختم کر کے رکھ دیا۔

زبان، تعلیم اور کلچر سے متعلق صوبۂ یو۔ پی کی گورنمنٹ جس غلط روش پر تیز گامی کے ساتھ چل رہی ہے وہ آخر کار اس کو اسی منزل پر پہنچا کر رہیگی جو فسطائیت کی آخری منزل ہے۔ خود جماعت مقتدرہ کے ہوشمند اور عاقبت اندیش اصحاب اس کی اس پالیسی کے خلاف چیخ اُٹھے ہیں اور برابر احتجاج کر رہے ہیں وزیر اعظم یو۔ پی کے پارلیمنٹری سکریٹری گووند سہائے صاحب زبان کی نسبت اس پالیسی کی بار بار شدید مذمت کر چکے ہیں، حکومت کی تعلیمی اجارہ داری کی نسبت الہ آباد کے اخبار لیڈر میں پچھلے دنوں الہ آباد یونیورسٹی کے مشہور فاضل پروفیسر ڈاکٹر بینی پرشاد سخت احتجاج کر چکے ہیں، حد یہ ہے کہ گذشتہ دنوں وزیر اعظم ہند پنڈت نہرو اور وزیر تعلیم مولانا آزاد ان دونوں نے بھی دہلی کے ایک جلسہ میں تقریر کرتے ہوئے یو۔ پی گورنمنٹ کی اس جارحانہ پالیسی کی صاف اور کھلے لفظوں میں شکایت کی اور پنڈت نہرو نے تو یہاں تک کہا کہ "افسوس! جو لوگ تیس برس تک گاندھی جی کے مخلص پیرو کار کی حیثیت سے کام کرتے رہے اب اُن کی وفات کے بعد وہ یک بیک بدل گئے ہیں اور گاندھی جی کی تعلیمات سے جان بوجھکر انحراف کرنے پر تلے ہوئے ہیں

آج ہمارا ملک جن نازک مرحلوں سے گذر رہا ہے وہ ہر ایک کے سامنے ہیں ان حالات میں ضروری تھا کہ ملک میں مکمل امن وامان پیدا کرنے اور عوام کا زیادہ سے زیادہ اعتماد حاصل کرنے کی کوشش کی جاتی لیکن اس کے برعکس ہو یہ رہا ہے کہ نہایت اہم مسائل کو نظر انداز کر کے بہت معمولی قسم کی چیزوں پر ساری توجہات مرکوز کر دی گئی ہیں غالباً بد قسمتی سے یہ سمجھ لیا گیا ہے کہ عوام کا اعتماد حاصل کرنے کے لئے صرف وحدتِ زبان وکلچر کے نعرے لگا لینا کافی ہے اور اسی ذریعہ سے یہ لوگ اپنی لیڈر شپ قایم رکھ سکتے ہیں حالانکہ واقعہ یہ ہے کہ اب عوام (ہندو ہوں یا مسلمان) کافی بیدار ہو چکے ہیں اور وہ جان گئے ہیں کہ ان کی معاشی اور اقتصادی ضرورتوں کو پورا کئے بغیر کوئی جماعت ان کی سرداری کا دعویٰ نہیں کر سکتی اب عوام کو مذہب۔ زبان اور کلچر کا نام لیکر اپنے مقاصد کا آلہ کار بنانا نہایت مشکل ہے۔ ہمارے ملک کے